ڈاکٹر سید محمد اجتبیٰ ندوی

اسلامی تاریخ کے تابندہ نقوش

سلطان محمد فاتح کا قسطنطنیہ کے باشندوں اور دیگر عیسائیوں کے ساتھ حُسن سلوک

رومی سلطنت کے مشرقی دارالحکومت قسطنطنیہ کو عیسائیوں کے نزدیک مذہبی اور سیاسی طور پر بڑی اہمیت تھی۔ وہ تار سلطنت اور مشرقی ممالک پر یلغار اور حملوں کے لئے سب سے بڑا اڈہ تھا۔ شہر یورپ اور ایشیا کی سرحد پر واقع ہونے کی وجہ سے تمام فریقوں کے لئے یکساں طور پر پرکشش بھی تھا۔ قدرتی طور پر بھی وہ بہت ہی محفوظ اور ناقابل تسخیر تھا۔ فوجیں رومیوں کو شکست دیتی ہوئی اس شہر تک ٹھہر جاتی تھیں اور فارس میں قلعہ بند رومیوں سے فتح یاب ہوجاتے تھے اور پھر از سر نو فوجیوں کو منظم کرکے مفتوحہ علاقے واگذار کرا لیتے تھے بلکہ آگے بڑھ کر دوسری قوموں کے لئے مصیبت اور خطرہ بھی بن جاتے تھے۔ اس شہر میں رومیوں کے مضبوط قلعے اور پرشکوہ گرجا گھر اور شاندار محل اور عمارتیں تھیں اس شہر سے روم اور یورپ کے دوسرے شہروں کو غذائی، فوجی اور سیاسی کمک ملتی تھی۔

جب دعوت اسلامی جزیرۂ عرب سے نکل کر فارس، روم کے بیشتر مقبوضہ علاقوں میں پھیل گئی۔ ان علاقوں کے باشندوں نے مسلمانوں کے عقیدہ، فکر اور حسن اخلاق اور شاندار برتاؤ سے سکون، راحت، اطمینان اور سکھ محسوس کیا۔ اور صدہا برس کی غلامی سے رہائی اور آزادی محسوس کی اور پھر دوبارہ روم و فارس کے ظالم حکمرانوں کی جانب نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا یہ صورت حال دیکھ کر رومیوں نے قسطنطنیہ کو مزید مضبوط و مستحکم بنا کر مسلمانوں کی دعوت و تحریک کو روکنے کے لئے سازشیں اور رکاوٹیں کھڑی کرنی شروع کردیں۔ اور گاہے بگاہے حملہ کرکے مسلم علاقوں شام و فلسطین کے شہروں اور آبادیوں کو تاخت و تاراج کردیتے اور مسلمانوں کو اس سے بڑا نقصان اور ان کی دعوت و تبلیغ کے لئے بڑا خطرہ پیدا ہوجاتا۔ چنانچہ مسلمانوں نے قسطنطنیہ فتح کرلینا ضروری سمجھا اس کے فتح ہوجانے سے نہ صرف روز روز کی پریشانی اور مصیبت ختم ہوجاتی بلکہ یورپ میں دعوت و ہدایت کے لئے راہ ہموار ہوجاتی۔ اس لئے حضرت معاویہؓ نے اپنے عہد خلافت میں ایک فوجی بحری بیڑا اور عظیم الشان لشکر جس میں

جلیل القدر صحابہ کرام جن میں سرفہرست میزبان رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ایوب انصاریؓ کا نام نامی تھا، تیار کیا یہ اسلامی لشکر روانہ ہوا اور جنگ کرتا ہوا قسطنطنیہ کی فصیلوں تک پہنچ گیا۔ حضرت ایوب انصاری اس دوران بیمار پڑے۔ اور جب وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے وصیت کی۔ وفات کے بعد ان کی لاش کو شہر سے جتنی قریب جانا ممکن ہو لے جاکر دفن کیا جائے۔ چنانچہ اسلامی لشکر نے شہر کے قریب ترین فصیل سے ملا کر دفن کر دیا۔ اور لشکر واپس آگیا۔ اس کے بعد بھی مسلمانوں نے اس عظیم شہر کے فتح کی کوششیں جاری رکھیں۔ مگر یہ سعادت آل عثمان کے صالح بہادر اور دانشمند نوجوان محمد ثانی بن مراد بن محمد اول کے ہاتھوں حاصل ہوئی تھی۔

اور یہی نوجوان بشارت نبوی کا مستحق ٹھہرا۔ محمد فاتح جس وقت عثمانی سلطنت کا حکمران ہوا اس وقت اس کی عمر ۲۲ سال سے زیادہ نہ تھی اور اس نے ۳۰ برس تک حکومت کی۔ رومی سلطنت کے پایہ تخت قسطنطنیہ کے سر کر لینے کی وجہ سے محمد الفاتح لقب دیا گیا۔ دنیا کے فاتحین میں معدودے چند ہیں کہ جنہوں نے اتنی نوعمری میں اتنی عظیم فتح و کامرانی اور تمدنی و تعمیری اور سیاسی کامیابیاں حاصل کیں۔ ان کے والد نے ان کی تعلیم و تربیت، سپہ گری اور سیاسی سوجھ بوجھ کی طرف بڑی توجہ مبذول کرائی۔ اور نوعمری ہی میں بڑی زبردست فوجی مہارت اور علمی و سیاسی بصیرت حاصل ہو گئی۔ چنانچہ اس نے بڑے عزم و حوصلہ اور خداداد صلاحیت اور حکمت و شجاعت اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۴۵۳ء کو رومن امپائر کے سب سے مستحکم اور مضبوط دارالحکومت کو فتح کر لیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مصداق بنا۔

لتفتحن القسطنطنیہ نعم	تم لوگ قسطنطنیہ کو ضرور فتح کرو گے تو کیا
الامیر امیرھا ولنعم	ہی خوب ہوگا اس کا سربراہ اور کیا ہی خوب
الجیش ذلک الجیش	ہوگا وہ لشکر۔

قسطنطنیہ فتح کرنے کے بعد شہر کے عیسائی باشندے بڑے بڑے مذہبی پیشوا اور پادری خوف و دہشت کی وجہ سے پناہ گزین تھے۔ سلطان نے سب کو بڑے احترام، محبت اور مودت سے مخاطب کیا ان کی حمایت اور حفاظت کا وعدہ کیا اور کہا کہ تمام عیسائی بے خوف و خطر اپنے گھروں کو واپس جائیں۔ کسی سے کوئی برا سلوک نہ کیا جائے گا۔ اور نہ کسی کو سزا دی جائے گی۔ اس کے بعد عیسائیوں کے مسائل و معاملات کو منظم کیا۔ اور ان کے گرجا گھر ان کے سپرد کر دئیے۔ اور ان کا انتظام و انصرام ان کے ہاتھوں میں دے دیا۔ ان کو ان کی روایات اور عائلی قوانین کے مطابق زندگی گذارنے کی آزادی دی گئی۔ انہیں اپنے بڑے پادری (پاپا) کے منتخب کرنے کا حق دیا۔ تو انہوں نے (جنادیوس) کا انتخاب کیا۔ سلطان نے اس کے انتخاب پر اس طرح کا جشن منایا جس طرح بیزنطی سلطنت میں اس موقع پر خوشیاں منائی جاتی تھیں اور اس منتخب پادری سے سلطان نے فرمایا کہ تم ہمارے دوستی اور خوشگوار تعلقات قائم رکھو، تمہیں

وہ سارے حقوق رعائتیں اور اختیارات حاصل رہیں گے جو پہلے حاصل تھے۔ اور اسے ایک خوبصورت گھوڑا مرحمت کیا اور شاہی حفاظتی فوج (انکشاری) کا ایک دستہ اس کی حفاظت پر متعین کیا۔ اور اس کی قیام گاہ تک اعیانِ سلطنت ساتھ ساتھ گئے۔ سلطان فاتح نے ارتھوڈکس چرچ کے قوانین کو تسلیم کیا۔ اور اس کی سرپرستی قبول کی۔ فتح قسطنطنیہ کے دوران پادریوں اور گرجا گھروں کے مال واسباب تلاش کروا کر جمع کئے اور گرجا گھروں اور عیسائی خانقاہیں واپس کردیں۔

لائق توجہ اور قابل قدر بات یہ ہے کہ سلطان محمد فاتح نے اعلیٰ اخلاق اور رواداری کا معاملہ خود اپنے طور پر کیا۔ فتح کے وقت عیسائیوں اور سلطان یا اس کے لشکر کے مابین کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا۔

اس شاندار برتاؤ کو دیکھ کر قسطنطنیہ اور دوسرے علاقے کے عیسائی باشندوں نے سلطان محمد فاتح اور عثمانی سلطنت کو اپنے لئے بہت بڑی نعمت سمجھا۔ انہوں نے جو فراخدلی، رواداری اور وصف داری و مروت کا معاملہ عثمانیوں کی حکومت میں پایا وہ انہیں ان کے ہم مذہب بیزنطی سلطنت میں کبھی حاصل نہ ہو سکا۔

محمد فاتح اور عثمانی خلفاء کا یہ حسن سلوک کا معاملہ صرف قسطنطنیہ کے عیسائی باشندوں کے ساتھ نہ تھا بلکہ اس کے یورپ کے جو ممالک فتح ہوئے انہوں نے اسی طرح کا سلوک دیکھا یہاں تک کہ کلفن کے رفقاء جو مجر کے باشندے تھے اور عیسائی موحدین ترکی سلطنت کے زیر سایہ رہنے کو اپنے متعصب اور ظالم ہم مذہبوں کی بہ نسبت رہنے کو ترجیح دی۔ یورپ کے بہت سے صاف اور کشادہ ذہن عیسائی فرقوں نے عثمانی سلطنت کی وسعت قلبی اور انصاف کا برملا اعتراف کیا اور ان کے مقابلہ میں عیسائی حکومتوں اور گرجا گھروں کے آقاؤں کی جبرہ دستیوں کا گلہ کیا۔ اور جب کبھی موقعہ ہوا انہوں نے مُسلم حکومت کے سایہ میں پناہ لی۔

سترھویں صدی عیسوی میں انطاکیہ کے بڑے پادری مکاریوس کا یہ بیان سنئے۔

اس نے پولینڈ کے کیتھولک عیسائیوں کی جانب سے اپنے بھائیوں اور ارتھوڈکس عیسائیوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم سب نے ان ہزاروں شہیدوں پر خون کے آنسو بہائے جو ان چالیس برس کے دوران ظالم بددین کیتھولک بدبختوں کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اترے شہید ہونے والوں کی تعداد ستر ہزار سے زیادہ تھی ان گوشہ گیر خواتین لڑکیوں بچیوں اور چھوٹے بچوں کا کیا قصور اور گناہ تھا کہ ان کو بدبخت پولینڈ حکام نے قتل کردیا۔ یہ بیحد گھناؤنی گھٹیا اور ذلیل حرکت ہے یہ سمجھتے ہیں کہ ارتھوڈکس کا دنیا سے نام ونشان مٹا دیں گے خدائے عز وجل ترکوں کی سلطنت ہمیشہ قائم رکھے وہ صرف مقررہ جزیہ وصول کرتی ہے اور مذاہب کے معاملہ میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتی خواہ ان کی رعایا عیسائی ہو، ناصری ہوں، یہودی ہوں یا اور کوئی مذہب وطرز زندگی رکھتے ہوں۔

سلطان محمد فاتح اور عثمانی خلفاء کے حسن سلوک اور شاندار برتاؤ کے یہ چند نمونے ہیں جو بطور مثال پیش کئے گئے ہیں۔ تاریخ اسلام کے صفحات ان جیسے واقعات سے مالا مال اور درخشندہ وتابناک ہیں۔